A knowledge product of
accountabilitylab PAKISTAN

# پالیسی بریف

## پاکستان میں سول سوسائٹی اداروں کے کردار کا از سرِ نو جائزہ

/accountlabpk
pakistan.accountabilitylab.org

## فہرست


جامع خلاصہ ..... 4

سیکشن 1: کثیر الجہتی بحران کا شکار ریاست میں سول سوسائٹی ..... 5

سول سوسائٹی کو درپیش بڑھتے ہوئے دباؤ ..... 5

ہائبرڈ حکمرانی اور سیاسی تنوع میں کمی ..... 5

مسلح تنازعات اور انسدادِ بغاوت کی حکمتِ عملی ..... 6

موسمیاتی تبدیلیوں سے ہونے والی تباہی اور معاشی جمود ..... 6

تجارت میں رکاوٹیں اور زرعی بحران ..... 6

جغرافیائی سیاست اور سرمایہ پر مبنی حکمرانی ..... 6

سیکشن 2: شہری (سول) اسپیس کیسے محدود ہوئی؟ ..... 7

غیر رسمی (ماورائے قانون) کنٹرولز: رجسٹریشن، آپریشن اور بینکنگ پر پابندیاں ..... 7

مالی نگرانی اور بینکاری مشکلات ..... 7

بیرونی امداد میں کمی اور سول سوسائٹی کا سکڑنا ..... 7

سیاسی دباؤ اور کمزور اپوزیشن ..... 8

شہری سرگرمیوں کو سکیورٹی خطرہ سمجھنا ..... 8

سیکشن 3: میڈیا میں تبدیلی اور شہری آواز کی کمزوری ..... 8

قانونی اور ضابطہ جاتی دباؤ ..... 8

روایتی میڈیا کا زوال اور کنٹرول ..... 9

سوشل میڈیا اور الگورتھم کا اثر ..... 9

سیکشن 4: پیسے پر مبنی حکمرانی اور عوامی نگرانی کا فقدان ..... 9

بڑے منصوبوں پر محدود عوامی بحث ..... 9

نئی سرمایہ کاری پر مبنی حکمرانی کے ڈھانچے ..... 9

زرعی اور تجارتی بحران ..... 10

زمین اور وسائل کی تقسیم ..... 10

سیکشن 5: اتحاد پر مبنی شہری ردعمل، کیا حاصل ہو سکتا ہے اور اسے کیسے وسیع کیا جائے؟ ..... 11

بڑے اور مشترکہ پلیٹ فارمز کی اہمیت ..... 11

پاکستان کی تاریخ سے مثالیں ..... 11

اتحاد پر مبنی شہری ردعمل، کیا کر سکتا ہے اور کس حد تک مؤثر ہے ........ 11

اتحاد کے ذریعے حاصل ہونے والی اہم افادیت ........ 11

دباؤ کے ماحول میں پرامن شہری مکالمے کو برقرار رکھنا: ........ 11

غیر شفاف پالیسی فیصلوں میں اجتماعی نگرانی: ........ 12

انفرادی خطرے کو کم کرنا: ........ 12

شہری آواز کی سماجی قبولیت کو بحال کرنا: ........ 12

اتحاد کیا نہیں کر سکتا؟ ........ 12

اتحاد کو زیادہ مؤثر بنانے کے طریقے ........ 12

متنوع شراکت دار شامل کریں: ........ 12

فوری اور تعمیری تجاویز پر توجہ: ........ 12

آن لائن اجلاس اور مشترکہ بیانات: ........ 13

اتحاد کو دفاعی شہری ڈھانچہ کے طور پر دیکھنا: ........ 13

اکاؤنٹیبلیٹی لیب پاکستان کے بارے میں ........ 13

## تعارف

پاکستان میں سول سوسائٹی اس وقت ایسے ماحول میں کام کر رہی ہے جہاں سیاسی مداخلتوں اور اختیارات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ قوانین اور ضوابط کا دائرہ بڑھتا جا رہا ہے، بیرونی امداد (ڈونر سپورٹ) کم ہوتی جا رہی ہے اور میڈیا کا منظر نامہ تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے۔ ان حالات میں انفرادی تنظیموں کے لیے ایڈووکیسی کو جاری رکھنا یا پالیسی سازی پر اثر انداز ہونا مشکل ہوتا جا رہا ہے، جس کے باعث کئی اہم عوامی مسائل مؤثر عوامی نگرانی سے باہر ہوتے جا رہے ہیں۔

یہ دستاویز اس بات پر زور دیتی ہے کہ مسائل کی بنیاد پر قائم ہونے والے شہری اتحاد ایک عملی راستہ فراہم کر سکتے ہیں، جس کے ذریعے سول سوسائٹی اپنی اہمیت دوبارہ حاصل کر سکتی ہے اور پاکستان کے بدلتے ہوئے حکومتی نظام میں اپنی مشترکہ آواز کو مؤثر بنا سکتی ہے۔

## جامع خلاصہ

سول سوسائٹی عوامی زندگی میں ایک نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ شہریوں کو معلومات فراہم کرتی ہے، ریاستی پالیسیوں کا جائزہ لیتی ہے اور معاشرتی مسائل کو حکومتی مباحثوں کا حصہ بناتی ہے۔ اگرچہ یہ کردار عموماً جمہوری نظام سے جوڑا جاتا ہے، لیکن غیر جمہوری یا مخلوط (ہائبرڈ) سیاسی نظاموں میں بھی سول سوسائٹی اتنی ہی اہم ہوتی ہے، جہاں ادارہ جاتی نگرانی اور عوامی بحث محدود ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں شہری ادارے اکثر جمہوری نظام کے قیام یا بحالی کے لیے آواز اٹھاتے ہیں اور اس بات کو یقینی بنانے میں مدد دیتے ہیں کہ حکومتی پالیسیاں عوامی حقیقتوں سے جڑی رہیں اور ان پر کسی حد تک عوامی نگرانی برقرار رہے۔

پاکستان میں گزشتہ دہائی کے دوران سول سوسائٹی کی ایسا کردار ادا کرنے کی صلاحیت نمایاں طور پر کمزور ہوئی ہے۔ یہ کمی کسی ایک قانون یا سیاسی واقعے کا نتیجہ نہیں بلکہ ملک کے مجموعی حکومتی ڈھانچے میں ہونے والی بڑی تبدیلیوں کا نتیجہ ہے، جن میں سیاسی اختیارات کا ارتکاز، سخت ضوابط، مالی دباؤ، تیزی سے بدلتا ہوا ابلاغی ماحول اور مغربی ڈونرز کی ترجیحات میں تبدیلی شامل ہیں۔

آج کا پاکستان ایک کثیر الجہتی بحران کا شکار ہے۔ ہائبرڈ طرزِ حکمرانی، بعض علاقوں میں مسلسل شدت پسندی، اختیارات کی تقسیم میں عدم توازن (خاص طور پر عدلیہ کے اختیارات میں کمی)، بار بار آنے والی موسمیاتی آفات، اور طویل معاشی عدم استحکام نے پالیسی سازی کو مرکزی اور تیز رفتار فیصلوں کی طرف دھکیل دیا ہے۔ پاک چین اقتصادی راہ داری منصوبہ سی پیک جیسے بڑے منصوبوں اور سپیشل انویسٹمنٹ فیسلیٹیشن کونسل جیسے اداروں نے بھی اختیارات کو مزید انتظامی اداروں تک محدود کر دیا ہے۔ اگرچہ ان اقدامات کا مقصد معاشی ترقی کی رفتار کو بڑھانا اور بیرونی سرمایہ کاری لانا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اہم پالیسی فیصلوں پر وسیع عوامی بحث کا دائرہ بھی محدود ہو گیا ہے۔

دوسری جانب، قوانین اور مالی دباؤ نے سول سوسائٹی کی ادارہ جاتی صلاحیت کو متاثر کیا ہے۔ 2015 میں بین الاقوامی این جی اوز کے لیے متعارف کرائی گئی پالیسی اور پاکستان کا 2018 سے 2022 تک فنانشل ایکشن ٹاسک فورس ایف اے ٹی ایف کی گرے لسٹ میں شامل ہونا، ان دونوں عوامل نے نان پرافٹ اداروں کی سرگرمیوں اور مالی معاملات پر سخت نگرانی میں اضافہ کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی ڈونرز کی ترجیحات میں بھی تبدیلی آئی، جہاں حکمرانی کے منصوبوں کے بجائے انسانی امداد اور موسمیاتی مسائل پر زیادہ توجہ دی جانے لگی، جس سے پالیسی سازی پر اثر انداز ہونے کے لیے دستیاب وسائل مزید کم ہو گئے۔

میڈیا کے شعبے میں تبدیلیوں نے بھی سول سوسائٹی کی آواز کو کمزور کیا ہے۔ اظہارِ رائے پر قانونی اور نئے ضابطوں کے دباؤ، روایتی میڈیا اداروں کو درپیش مالی مشکلات اور سوشل میڈیا کے الگورتھم پر مبنی نظام نے ان ذرائع کو متاثر کیا ہے جن کے ذریعے پہلے سول سوسائٹی قومی سطح پر اپنے مؤقف کو مؤثر انداز میں پیش کرتی تھی۔

اس صورتحال میں انفرادی تنظیمیں اکثر حساس سیاسی معاملات پر بات کرنے سے گریز کرتی ہیں کیونکہ اکیلے کام کرنے کی قیمت زیادہ ہو سکتی ہے۔ ایسے حالات میں اتحاد کی بنیاد پر شہری سرگرمیاں ایک مؤثر راستہ فراہم کرتی ہیں۔ مختلف تنظیموں، ماہرین اور شہریوں پر مشتمل یہ اتحاد ذمہ داری اور آواز کی طاقت کو بڑھاتے ہیں، جس سے خطرات کم ہوتے ہیں اور اہم حکومتی فیصلوں پر عوامی نگرانی برقرار رہتی ہے۔

پاکستان کی اپنی تاریخ، جیسے 1980 کی دہائی میں وومن ایکشن فورم اور 2007 سے 2009 تک وکلا تحریک اس بات کی مثال ہے کہ مشکل سیاسی حالات میں اجتماعی شہری جدوجہد ابھرتی رہی ہے۔ انہی روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے آج کے دور میں بھی شہری اتحاد اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ محدود سیاسی ماحول کے باوجود قومی پالیسی مباحث میں سول سوسائٹی کی آواز برقرار رہے۔

## سیکشن 1: کثیر الجہتی بحران کا شکار ریاست میں سول سوسائٹی

سول سوسائٹی عوامی زندگی میں ایک بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ یہ شہریوں کو معلومات فراہم کرتی ہے، ریاستی پالیسیوں کا جائزہ لیتی ہے اور معاشرتی مسائل کو حکومتی مباحث کا حصہ بناتی ہے۔ اگرچہ یہ کردار عموماً جمہوری نظام سے منسلک ہوتا ہے، لیکن غیر جمہوری یا ہائبرڈ نظاموں میں بھی سول سوسائٹی کی اہمیت کم نہیں ہوتی، جہاں ادارہ جاتی نگرانی کمزور اور عوامی مکالمہ محدود ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں سول سوسائٹی نہ صرف جمہوری نظام کے قیام یا بحالی کے لیے آواز اٹھاتی ہے بلکہ اکثر یہی وہ واحد ذریعہ ہوتی ہے جس کے ذریعے عوامی مسائل پالیسی سازی تک پہنچتے ہیں۔ مثال کے طور پر نیپال میں جمہوریت کی طرف منتقلی کے دوران سول سوسائٹی کے کردار کو عالمی سطح پر تسلیم کیا گیا ہے۔

سول سوسائٹی ریاست میں ایک نہایت ضروری کام انجام دیتی ہے۔ یہ شہریوں کو حکومتی فیصلوں کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے، غیر منصفانہ یا غیر شفاف پالیسیوں پر سوال اٹھاتی ہے، اور اس وقت بھی بحث و مباحثہ جاری رکھتی ہے جب سیاسی ادارے ایسا کرنے میں ناکام رہیں۔ ریسرچ، عوامی رابطے اور ایڈووکیسی کے ذریعے سول سوسائٹی پیچیدہ پالیسی معاملات کو عوامی مسائل میں تبدیل کرتی ہے تاکہ ان پر کھل کر بحث ہو سکے۔

### سول سوسائٹی کو درپیش بڑھتے ہوئے دباؤ

پاکستان میں گزشتہ دہائی کے دوران سول سوسائٹی کی یہ صلاحیت نمایاں طور پر کمزور ہوئی ہے۔ یہ کمی کسی ایک قانون یا پالیسی کی وجہ سے نہیں بلکہ مجموعی سیاسی اور حکومتی ماحول میں گہری تبدیلیوں کا نتیجہ ہے۔ سول سوسائٹی کو مختلف سطح پر چیلنجز کا سامنا ہے، جس میں ریاستی دباؤ، غیر ریاستی عناصر اور پریشر گروپس کی طرف سے ردعمل، انسانی حقوق کے کام کو محدود کرنے والے قوانین اور عالمی مالیاتی نظام کی پیچیدگیاں شامل ہیں، جن کے باعث بعض اوقات سکیورٹی اداروں کو تنظیموں کے خلاف کارروائی کے مواقع مل جاتے ہیں۔

### ہائبرڈ حکمرانی اور سیاسی تنوع میں کمی

پاکستان بتدریج ایک نسبتاً متنوع سیاسی نظام سے ایک ہائبرڈ نظام کی طرف بڑھا ہے، جہاں بظاہر جمہوری ادارے موجود ہیں مگر اصل طاقت غیر رسمی مراکز کے پاس بھی ہے۔ 2008 میں جمہوری حکومت کی بحالی کے بعد سول سوسائٹی نے حکمرانی کے مباحث میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس دوران سول سوسائٹی تنظیموں نے انتخابات کی نگرانی کی، شفافیت کے لیے کام کیا، عوامی شرکت کو فروغ دیا، اور میڈیا کے ذریعے قومی مباحث میں حصہ لیا۔ اس دور میں سول سوسائٹی شہریوں اور ریاست کے درمیان ایک پل کا کردار ادا کرتی تھی۔

لیکن وقت کے ساتھ سیاسی تقسیم یا پولرائزیشن میں اضافہ ہوا اور اختیارات زیادہ مرکزی ہوتے گئے۔ فروری 2024 کے عام انتخابات، جنہیں اپوزیشن جماعتوں اور مبصرین نے متنازع قرار دیا، اس تبدیلی کا ایک اہم مرحلہ تھے۔ 2024 اور 2025 میں آئینی ترامیم کے ذریعے ادارہ جاتی توازن میں تبدیلی آئی اور انتظامیہ کے اختیارات مزید مضبوط ہوئے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق عدالتی اصلاحات نے انتظامیہ، عدلیہ اور عسکری اداروں کے درمیان طاقت کے توازن کو بھی متاثر کیا۔

ایسے ماحول میں حکمرانی زیادہ تر مرکزی کنٹرول کے تحت ہوتی ہے، نہ کہ کھلے ادارہ جاتی مکالمے کے ذریعے۔ اگرچہ سول سوسائٹی تنظیمیں اب بھی موجود ہیں، لیکن پالیسی سازی میں ان کا کردار بطور ثالث کمزور ہو گیا ہے۔

## مسلح تنازعات اور انسدادِ بغاوت کی حکمتِ عملی

پاکستان کو 2000 کی دہائی کے وسط سے خاص طور پر خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں مسلسل شدت پسندی کا سامنا ہے۔ 2022 کے آخر میں حکومت اور تحریک طالبان پاکستان کے درمیان جنگ بندی ختم ہونے کے بعد شدت پسند حملوں میں دوبارہ اضافہ ہوا۔ بلوچستان میں نسلی بنیادوں پر ہونے والی عسکری سرگرمیوں میں بھی اضافہ دیکھنے میں آیا۔ 2025 کو آپریشن ضربِ عضب کے بعد کے عرصے کے مقابلے میں سب سے زیادہ پرتشدد سالوں میں شمار کیا گیا، جس میں حملوں کی شدت اور تعداد دونوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔

انسدادِ دہشت گردی کے اقدامات کے تحت سکیورٹی آپریشنز اور نگرانی میں اضافہ ہوا، حتیٰ کہ یہ کارروائیاں افغانستان تک بھی پھیل گئیں، جس سے دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی بڑھی۔ ایسے متاثرہ علاقوں میں سول سوسائٹی کے لیے کام کرنا خاصا حساس ہو جاتا ہے۔ انسانی حقوق، زمین کے تنازعات، بے دخلی یا سکیورٹی پالیسی سے متعلق مسائل اکثر وسیع تر سیاسی اور سکیورٹی بیانیے سے جڑ جاتے ہیں، جس کے باعث تنظیموں کو ریاستی اور غیر ریاستی دونوں سطحوں پر دباؤ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

## موسمیاتی تبدیلیوں سے ہونے والی تباہی اور معاشی جمود

اسی دوران پاکستان ماحولیاتی اور معاشی بحرانوں کے ایک سلسلے میں داخل ہوا۔ اقوام متحدہ کے مطابق 2022 کے تباہ کن سیلاب نے 3 کروڑ 30 لاکھ سے زائد افراد کو متاثر کیا۔ تقریباً 20 لاکھ گھر تباہ ہوئے جبکہ سڑکوں، آبپاشی کے نظام اور زرعی زمین کو شدید نقصان پہنچا۔ مجموعی معاشی نقصان 30 ارب ڈالر سے زائد تھا، جو پاکستان کی تاریخ کی بدترین موسمیاتی آفات میں سے ایک ہے۔ 2025 کے سیلاب سے بھی تقریباً 70 لاکھ افراد متاثر ہوئے اور معیشت کو تقریباً 3 ارب ڈالر کا نقصان پہنچا۔

معاشی مشکلات نے اس صورتحال کو مزید پیچیدہ بنا دیا۔ پاکستان 2019، 2023 اور 2024 میں عالمی مالیاتی فنڈ آئی ایم ایف کے پروگرامز کا حصہ بنا جو مسلسل معاشی دباؤ کی عکاسی کرتے ہیں۔ 2023 میں مہنگائی کی شرح 30 فیصد سے تجاوز کر گئی، جس سے عوام کو شدید معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

## تجارت میں رکاوٹیں اور زرعی بحران

زرعی شعبہ بھی متاثر ہوا، جہاں ترقی کی شرح 2023-24 میں 6.5 فیصد سے کم ہو کر 2024-25 میں صرف 0.56 فیصد رہ گئی۔ چھوٹی فصلوں کی زائد پیداوار، برآمدی مواقع کی کمی خاص طور پر افغانستان کے ساتھ تجارت بند ہونے کے باعث اور قیمتوں میں کمی نے کسانوں کو شدید متاثر کیا۔ اکتوبر 2025 سے پاکستان اور افغانستان کے درمیان دوطرفہ تجارت مکمل طور پر معطل ہو چکی ہے۔

جب حکومتیں مسلسل بحرانوں، جیسے سکیورٹی، موسمیاتی آفات اور معاشی عدم استحکام، کا سامنا کرتی ہیں، تو پالیسی سازی تیز اور مرکزی نوعیت اختیار کر لیتی ہے۔ ایسے میں عوامی مشاورت اور کھلی بحث کو اکثر ثانوی حیثیت مل جاتی ہے۔

## جغرافیائی سیاست اور سرمایہ پر مبنی حکمرانی

عالمی سطح پر بدلتے ہوئے جغرافیائی حالات نے بھی پاکستان کے حکومتی نظام کو متاثر کیا ہے۔ نئی سرمایہ کاری شراکت داریوں کے باعث معاشی پالیسی سازی کا محور بیرونی سرمایہ کاری کو راغب کرنا اور بڑے ترقیاتی منصوبوں کو تیزی سے مکمل کرنا بن گیا ہے۔ اس طرزِ حکمرانی میں رفتار، رازداری اور مرکزی فیصلہ سازی کو ترجیح دی جاتی ہے، جس سے پارلیمانی بحث اور عوامی نگرانی کے مواقع محدود ہو جاتے ہیں۔

اگرچہ ان اقدامات کا مقصد معیشت کو مستحکم کرنا اور سرمایہ کاری لانا ہے، لیکن اس کے نتیجے میں سول سوسائٹی کے لیے بڑے معاشی اور ترقیاتی فیصلوں میں حصہ لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسے ماحول میں سول سوسائٹی تنظیمیں سرگرم تو رہتی ہیں، مگر قومی پالیسی مباحث پر اثرانداز ہونے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ اکثر اوقات وہ فیصلوں سے پہلے اثرانداز ہونے کے بجائے، بعد میں ردعمل دینے تک محدود رہ جاتی ہیں۔

## سیکشن 2: شہری (سول) اسپیس کیسے محدود ہوئی؟

سیاسی دباؤ کے ساتھ ساتھ پاکستان میں سول سوسائٹی تنظیموں کو بڑھتی ہوئی قانونی نگرانی اور مالی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا، جس نے ان کی پالیسی سازی پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت کو مزید محدود کر دیا۔

### غیر رسمی (ماورائے قانون) کنٹرولز: رجسٹریشن، آپریشن اور بینکنگ پر پابندیاں

پاکستان میں سول سوسائٹی، خاص طور پر وہ تنظیمیں جو حکمرانی (گورننس) پر کام کرتی ہیں، زیادہ تر بیرونی فنڈنگ پر انحصار کرتی رہی ہیں۔ 2013 میں اکنامک افیئرز ڈویژن کی پالیسی کے تحت بیرونی فنڈ حاصل کرنے والی تنظیموں پر مرکزی نگرانی قائم کی گئی، جس میں مفاہمتی یادداشت یعنی ایم او یو، مخصوص علاقوں تک محدود سرگرمیاں اور رپورٹنگ کی سخت شرائط شامل تھیں۔

اگرچہ اس پالیسی کو انتظامی بہتری کے طور پر پیش کیا گیا، لیکن عملی طور پر اس نے تنظیموں کے کام کو اجازت ناموں کے تابع اور غیر یقینی بنا دیا۔ یہ پالیسی قانونی بنیاد سے محروم تھی اور جب سندھ ہائی کورٹ نے 2022 میں اسے غیر مؤثر قرار دیا، تو حکومت نے نئی پالیسی متعارف کرائی۔ تاہم 2023 کی نئی پالیسی بھی لاہور ہائی کورٹ میں عدالتی جانچ پر پوری نہ اتر سکی اور اسے بھی کالعدم قرار دے دیا گیا۔ دونوں عدالتوں نے اس بات کی نشاندہی کی کہ ایسی پالیسیوں کے لیے باقاعدہ قانون کا ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح 2015 میں بین الاقوامی این جی اوز کے لیے ایک پالیسی متعارف کرائی گئی، جس کے تحت انہیں وفاقی حکومت کے ساتھ باضابطہ معاہدے کرنا لازمی قرار دیا گیا، جن میں کام کے علاقوں اور رپورٹنگ کی تفصیلات شامل تھیں۔ اگرچہ اس کا مقصد شفافیت اور ہم آہنگی بتایا گیا، لیکن اس سے بہت سی تنظیموں کے لیے غیر یقینی صورتحال پیدا ہوئی، خاص طور پر وہ جو گورننس اور ایڈووکیسی کے شعبے میں کام کر رہی تھیں۔

### مالی نگرانی اور بینکاری مشکلات

جون 2018 میں پاکستان کا ایف اے ٹی ایف کی گرے لسٹ میں شامل ہونا ایک اہم موڑ تھا۔ اکتوبر 2022 تک جاری رہنے والے اس عرصے میں دہشت گردی کی مالی معاونت روکنے کے لیے سخت اقدامات کیے گئے۔ بینکوں اور مالیاتی اداروں نے غیر منافع بخش تنظیموں کے لین دین پر سخت جانچ پڑتال شروع کر دی، جس کے باعث بین الاقوامی فنڈنگ کی منتقلی سست اور پیچیدہ ہو گئی۔

اگرچہ ان اقدامات کا مقصد غیر قانونی مالی سرگرمیوں کو روکنا تھا، لیکن ان کے اثرات سول سوسائٹی پر بھی پڑے۔ کئی تنظیموں کو بینک اکاؤنٹ کھولنے یا برقرار رکھنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جبکہ نئے فلاحی قوانین نے رجسٹریشن کے مزید مراحل پیدا کر دیے۔

### بیرونی امداد میں کمی اور سول سوسائٹی کا سکڑنا

پاکستان میں طویل عرصے تک سول سوسائٹی کا ایک بڑا حصہ مغربی امداد، خاص طور پر یو ایس ایڈ اور یورپین یونین کی جانب سے، پر انحصار کرتا رہا۔ لیکن 2010 کی دہائی کے آخر میں عالمی سطح پر ترجیحات بدلنے لگیں، اور توجہ جمہوریت و گورننس سے ہٹ کر انسانی امداد، موسمیاتی تبدیلی، متاثرہ طبقات کی ہجرت، اور سکیورٹی مسائل کی طرف چلی گئی۔

2018 کے بعد یو ایس ایڈ کے بڑے پروگرامز میں تبدیلی اور 2025 میں اس کے عملی خاتمے، نیز یورپی فنڈنگ میں تبدیلیوں نے سول سوسائٹی کے لیے دستیاب وسائل کو نمایاں طور پر کم کر دیا۔ او ای سی ڈی کے مطابق، گورننس اور سول سوسائٹی سے متعلق عالمی فنڈنگ میں جمود آ گیا کیونکہ وسائل کو موسمیاتی اور انسانی بحرانوں کی طرف منتقل کر دیا گیا۔

ان تبدیلیوں کے نتیجے میں پاکستان میں کئی تنظیموں نے عملہ کم کیا، تحقیقی سرگرمیاں محدود کیں، یا اپنی توجہ خدمات کی فراہمی اور انسانی امداد پر مرکوز کر دی۔ یوں سول سوسائٹی مکمل طور پر ختم تو نہیں ہوئی، لیکن قومی پالیسی مباحث کو جاری رکھنے کی اس کی صلاحیت نمایاں طور پر کمزور ہو گئی۔

## سیاسی دباؤ اور کمزور اپوزیشن

2022 میں وزیر اعظم عمران خان کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی کامیابی کے بعد سیاسی تقسیم میں اضافہ ہوا اور ملک بھر میں احتجاج دیکھنے میں آئے۔ 9 مئی 2023 کے واقعات کے بعد، خاص طور پر پاکستان تحریک انصاف کے خلاف ریاستی کارروائیوں میں شدت آئی۔

اگرچہ 2024 کے انتخابات میں یہ جماعت سب سے بڑی پارٹی بن کر ابھری، لیکن بطور اپوزیشن اسے مؤثر کردار ادا کرنے میں مشکلات کا سامنا رہا۔ قیادت اور کارکنوں کے خلاف مقدمات، گرفتاریوں اور دباؤ کے باعث یہ حکومت کی پالیسیوں پر مؤثر تنقید کرنے سے قاصر رہی۔ عام حالات میں یہ خلا سول سوسائٹی پُر کرتی، مگر مالی اور ادارہ جاتی کمزوریوں کے باعث وہ بھی یہ کردار ادا نہ کر سکی۔

وکلاء اور صحافیوں کی تنظیمیں، جو عموماً سول سوسائٹی کا اہم حصہ ہوتی ہیں، وہ بھی سیاسی تقسیم اور بڑھتی ہوئی پولرائزیشن سے متاثر ہوئیں، جس سے آزادی اظہار اور عدالتی خود مختاری جیسے مسائل پر ان کی اجتماعی مزاحمت کمزور پڑ گئی۔

## شہری سرگرمیوں کو سیکیورٹی خطرہ سمجھنا

وقت کے ساتھ منظم شہری سرگرمیوں کو جمہوری عمل کے بجائے سیکیورٹی اور مالیاتی نگرانی کے زاویے سے دیکھا جانے لگا۔ ایڈووکیسی، عوامی مہمات اور پالیسی تنقید کو اکثر ممکنہ خطرات کے طور پر لیا گیا، جس کے نتیجے میں بہت سی تنظیموں نے محتاط رویہ اختیار کر لیا یا حساس موضوعات سے دوری اختیار کر لی۔

اس صورتحال نے آزاد شہری نگرانی کے دائرے کو مزید محدود کر دیا اور پالیسی سازی پر سول سوسائٹی کے اثر کو کمزور کر دیا۔

# سیکشن 3: میڈیا میں تبدیلی اور شہری آواز کی کمزوری

سول سوسائٹی کا اثر و رسوخ صرف اس کی ادارہ جاتی صلاحیت پر منحصر نہیں ہوتا بلکہ ان ذرائع ابلاغ پر بھی ہوتا ہے جن کے ذریعے اس کے خیالات عوام تک پہنچتے ہیں۔ گزشتہ دہائی میں پاکستان کے میڈیا کے ماحول میں بڑی تبدیلیاں آئی ہیں، جنہوں نے ان ذرائع کو کمزور کر دیا ہے جن کے ذریعے پہلے شہری آوازیں قومی مباحث پر اثر انداز ہوتی تھیں۔

## قانونی اور ضابطہ جاتی دباؤ

اس تبدیلی کا ایک اہم پہلو اظہارِ رائے پر قانونی اور ضابطہ جاتی دباؤ ہے۔ 2016 میں نافذ ہونے والا پیکا قانون اور 2025 میں اس میں کی گئی ترامیم نے حکومت کے ڈیجیٹل مواصلات اور آن لائن پلیٹ فارمز پر اختیارات کو بڑھا دیا۔ اس قانون کے تحت پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی کو ڈیجیٹل مواد کو کنٹرول کرنے اور ایسے پلیٹ فارمز کو محدود کرنے کے اختیارات دیے گئے جو قانونی حدود کی خلاف ورزی کریں۔

اگرچہ پیکا کا بنیادی مقصد سائبر کرائم اور آن لائن ہراسانی کو روکنا تھا، لیکن صحافتی تنظیموں اور سول سوسائٹی نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس کی کئی شقیں تنقیدی رائے کی آزادی کو محدود کرتی ہیں۔ چاہے ان قوانین پر مکمل عملدرآمد نہ بھی ہو، ان کی موجودگی ہی ایک محتاط ماحول پیدا کر دیتی ہے، خاص طور پر اس وقت جب صحافیوں کی سلامتی خود خطرے میں ہو۔ پاکستان پریس فاؤنڈیشن نے اپنی 2025 کی رپورٹ میں میڈیا کے تحفظ کے حوالے سے تشویشناک صورتحال کی نشاندہی کی ہے۔

اسی دوران نگرانی اور شہری سرگرمیوں کے ڈیٹا کی معلومات کا استعمال بڑھ گیا ہے، جبکہ بعض اوقات بغیر اعلان کے سنسرشپ بھی کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک نیوز ویب سائٹ کو اس وقت عارضی طور پر بلاک کر دیا گیا جب اس نے گرین پاکستان انیشیٹو کے لیے زمین کے حصول سے متعلق رپورٹ شائع کی۔

## روایتی میڈیا کا زوال اور کنٹرول

روایتی میڈیا اداروں میں بھی بڑی تبدیلیاں آئی ہیں۔ 2000 کی دہائی کے آخر اور 2010 کی دہائی کے آغاز میں ٹی وی چینلز اور اخبارات سول سوسائٹی کی آواز کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔ ٹاک شوز میں باقاعدگی سے گورننس، بدعنوانی اور عوامی پالیسی جیسے موضوعات پر سول سوسائٹی کے نمائندے شرکت کرتے تھے۔

وقت کے ساتھ میڈیا کا مالی ڈھانچہ کمزور ہوا۔ اشتہارات کی آمدنی کم ہوئی، میڈیا کی ملکیت چند ہاتھوں میں مرکوز ہوگئی اور نیوز رومز کے بجٹ کم ہو گئے۔ اس کے نتیجے میں تحقیقی صحافت اور پالیسی تجزیہ کرنا مشکل ہو گیا۔ ایسے موضوعات جن کے لیے تفصیلی وضاحت درکار ہوتی ہے، جیسے زرعی قیمتوں کی پالیسیاں، سرحد پار تجارت کے مسائل یا سرمایہ کاری کے معاہدے، انہیں مناسب کوریج نہیں مل پاتی۔

## سوشل میڈیا اور الگورتھم کا اثر

دوسری طرف عوامی گفتگو کا مرکز تیزی سے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز، جیسے کہ فیس بک، ایکس، ٹک ٹاک اور یوٹیوب، کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ یہ پلیٹ فارمز ایسے الگورتھمز پر کام کرتے ہیں جو زیادہ سے زیادہ توجہ حاصل کرنے والے مواد کو ترجیح دیتے ہیں۔ جذباتی ردعمل پیدا کرنے والا مواد تیزی سے پھیلتا ہے، جبکہ سنجیدہ پالیسی تجزیہ پیچھے رہ جاتا ہے۔

سول سوسائٹی عموماً اپنی بات تحقیقاتی رپورٹس، پالیسی بریفز اور پریس کانفرنسز کے ذریعے پیش کرتی ہے، لیکن یہ انداز سوشل میڈیا کے تیز رفتار ماحول میں کم مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک واضح خلا پیدا ہو گیا ہے سول سوسائٹی اب بھی ریسرچ اور ایڈووکیسی تو کرتی ہے، لیکن قومی سطح پر بحث کو متاثر کرنے کی اس کی صلاحیت نمایاں طور پر کم ہو گئی ہے۔

میڈیا کی مضبوط معاونت کے بغیر، اہم پالیسی مسائل اکثر محدود حلقوں تک ہی رہ جاتے ہیں اور عوام کے وسیع تر حلقے تک نہیں پہنچ پاتے، جس سے سول سوسائٹی کا مجموعی اثر کمزور پڑ جاتا ہے۔

## سیکشن 4: پیسے پر مبنی حکمرانی اور عوامی نگرانی کا فقدان

پاکستان میں جیسے جیسے معاشی حکمرانی بڑے سرمایہ کاری منصوبوں اور سرمایہ پر مبنی ترقیاتی حکمتِ عملیوں کی طرف منتقل ہوئی ہے، ویسے ویسے سول سوسائٹی کی کمزوری زیادہ نمایاں ہو گئی ہے۔ گزشتہ دہائی میں متعدد بڑے معاشی منصوبے متعارف کروائے گئے جن کا مقصد ترقی کی رفتار بڑھانا، بیرونی سرمایہ کاری کو راغب کرنا اور بنیادی ڈھانچے کی کمزوریوں کو دور کرنا تھا۔ تاہم ان منصوبوں میں فیصلہ سازی زیادہ تر مرکزی سطح پر ہوئی اور عوامی نگرانی محدود رہی۔

### بڑے منصوبوں پر محدود عوامی بحث

اس کی ایک نمایاں مثال پاک چین اقتصادی راہداری ہے، جو 2015 میں چین کے بیلٹ اینڈ روڈ انیشیٹو کے تحت شروع کیا گیا۔ اس منصوبے کے تحت سڑکوں، بجلی گھروں، بندرگاہوں اور خصوصی اقتصادی زونز سمیت کئی بڑے منصوبے مکمل کیے گئے۔ خاص طور پر توانائی کے شعبے میں ہزاروں میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوا۔

اگرچہ ان منصوبوں نے بنیادی ڈھانچے کے اہم مسائل حل کیے، لیکن ان کے مالی معاہدوں، قرضوں کی شرائط حکومتی ضمانتوں اور ادائیگی کے طریقہ کار پر وسیع عوامی بحث نہیں ہو سکی۔ پارلیمانی نگرانی بھی محدود رہی اور طویل مدتی مالی ذمہ داریوں اور ترجیحات پر قومی سطح پر سنجیدہ مکالمہ نہیں ہو پایا۔ اس صورتحال میں سول سوسائٹی ایک اہم کردار ادا کر سکتی تھی، جیسے قرضوں کی پائیداری، ماحولیاتی اثرات، مقامی آبادی کی رضامندی اور شفافیت جیسے مسائل کا جائزہ لینا، لیکن کمزور سول سوسائٹی اس میں مؤثر کردار ادا نہ کر سکی۔

### نئی سرمایہ کاری پر مبنی حکمرانی کے ڈھانچے

اسی طرح 2023 میں سپیشل انویسٹمنٹ فیسیلیٹیشن کونسل یعنی ایس آئی ایف سی کا قیام ایک اہم پیش رفت تھی، جس کا مقصد زراعت، معدنیات، توانائی اور آئی ٹی جیسے شعبوں میں سرمایہ کاری کے فیصلوں کو تیز کرنا تھا۔ اس ادارے نے سول اور عسکری قیادت کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر منظوری کے عمل کو آسان بنایا۔

معاشی نقطہ نظر سے یہ ایک ضروری قدم تھا کیونکہ پاکستان کو تیز رفتار سرمایہ کاری، بر آمدات میں اضافہ اور معاشی استحکام کی ضرورت تھی۔ تاہم اس طرزِ حکمرانی میں اختیارات کا ارتکاز بڑھ گیا اور پالیسی سازی کا عمل کم شفاف ہو گیا۔ بڑے فیصلے اکثر پہلے انتظامی فورمز میں کیے جاتے ہیں اور بعد میں عوامی سطح پر آتے ہیں، جس سے پارلیمانی بحث اور عوامی شمولیت محدود ہو جاتی ہے۔

مثال کے طور پر کارپوریٹ زراعت، معدنی وسائل کی ترقی اور انفراسٹرکچر سے متعلق بڑے معاہدے اکثر ایسے ہی فورمز میں طے پاتے ہیں۔ گرین پاکستان انیشیٹو جیسے منصوبوں پر بھی بعض تجزیوں میں تنقید کی گئی کہ یہ زیادہ تر تصوراتی ہیں اور عملی طور پر شفافیت کی کمی کا شکار ہیں۔

## زرعی اور تجارتی بحران

پاکستان کی معیشت میں زراعت ایک کلیدی شعبہ ہے، جو بڑی آبادی کو روزگار فراہم کرتا ہے اور بر آمدات میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ لیکن حالیہ برسوں میں اس شعبے کو بار بار بحرانوں کا سامنا رہا ہے۔ کسانوں کو قیمتوں میں اتار چڑھاؤ، پیداواری لاگت میں اضافہ اور غیر متوقع پالیسیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

مثلاً گندم، آلو اور پیاز جیسی فصلوں کی زیادہ پیداوار کے باوجود بر آمدات کے مناسب انتظام نہ ہونے اور ذخیرہ کرنے کی سہولیات کی کمی کے باعث قیمتیں گر جاتی ہیں۔ دوسری جانب خراب موسم پیداوار کو متاثر کرتا ہے اور سپلائی چین میں خلل ڈالتا ہے۔

ایک مضبوط سول سوسائٹی ان مسائل پر مسلسل بحث کو فروغ دے سکتی تھی، جہاں کسانوں کی تنظیمیں، ماہرین معاشیات اور شہری ادارے مل کر حل تجویز کرتے۔ لیکن موجودہ حالات میں یہ مباحث محدود حلقوں تک رہ جاتے ہیں۔

تجارتی پالیسی میں بھی یہی صورتحال نظر آتی ہے۔ پاکستان کی ہمسایہ ممالک کے ساتھ تجارت متاثر ہوئی ہے۔ بھارت کے ساتھ تجارت 2019 سے معطل ہے جبکہ افغانستان کے ساتھ تجارت بھی سکیورٹی اور سیاسی وجوہات کی بنا پر بار بار بند ہوتی رہی ہے اور اکتوبر 2025 سے مکمل طور پر معطل ہے۔

ان فیصلوں کے بڑے معاشی اثرات ہوتے ہیں، خاص طور پر تاجروں، ٹرانسپورٹرز اور کسانوں پر، لیکن ان کے اثرات پر قومی سطح پر مسلسل بحث نہیں ہو پاتی۔ یہاں بھی سول سوسائٹی ایک اہم کردار ادا کر سکتی تھی، مگر اس کی کمزوری کے باعث ایسا ممکن نہیں ہو سکا۔

## زمین اور وسائل کی تقسیم

سرمایہ کاری پر مبنی حکمرانی کا ایک اور پہلو زمین اور قدرتی وسائل کی تقسیم سے متعلق ہے۔ کارپوریٹ زراعت یا معدنی منصوبوں کے لیے بڑی زمینیں مختص کی جاتی ہیں اور طویل مدتی معاہدے کیے جاتے ہیں، جن کے مقامی آبادی، ماحول اور دیہی معیشت پر گہرے اثرات پڑ سکتے ہیں۔

دنیا کے کئی ممالک میں سول سوسائٹی اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ متاثرہ کمیونٹیز سے مشاورت کی جائے اور ماحولیاتی معیار بر قرار رکھا جائے۔ تاہم پاکستان میں محدود شہری آزادی، محتاط میڈیا اور مرکزی فیصلہ سازی کے باعث ایسی نگرانی کمزور رہی ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ تمام سرمایہ کاری منصوبے غلط یا غیر ضروری ہوں، بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ان پر بحث کا دائرہ محدود ہو گیا ہے۔ جب اہم معاشی فیصلے، چاہے وہ تجارت، زراعت، انفراسٹرکچر یا قدرتی وسائل سے متعلق ہوں، زیادہ تر انتظامی اداروں کے اندر ہی کیے جائیں، تو عوامی شرکت اور تنقیدی جائزہ کم ہو جاتا ہے۔

اسی سطح پر مضبوط سول سوسائٹی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ سول سوسائٹی کا کام پالیسی سازوں کی جگہ لینا نہیں بلکہ یہ یقینی بنانا ہے کہ عوام پر اثر انداز ہونے والے فیصلے کھلے انداز میں زیر بحث آئیں اور مختلف نقطہ نظر کو شامل کیا جائے۔ جب یہ کردار کمزور ہو جائے تو پالیسی سازی عوامی نگرانی سے دور ہوتی جاتی ہے۔

## سیکشن 5: اتحاد پر مبنی شہری رد عمل، کیا حاصل ہو سکتا ہے اور اسے کیسے وسیع کیا جائے؟

جیسا کہ پچھلے حصوں میں بتایا گیا پاکستان میں شہری (سول) اسپیس سیاسی مرکزیت، سخت ضوابط، میڈیا کی تبدیلیوں اور مالی کمی کے باعث محدود ہو چکی ہے۔ اب انفرادی سول سوسائٹی تنظیموں کے لیے حساس سیاسی مسائل پر کام کرنا زیادہ خطرناک ہو گیا ہے۔ ایسے میں اصل سوال یہ ہے کہ سول سوسائٹی نہ صرف اپنی ایڈووکیسی کیسے جاری رکھے بلکہ محدود حالات میں اپنی اہمیت اور آواز کو کیسے برقرار رکھے۔ اس کا ایک مؤثر حل اتحاد یا کولیشن پر مبنی شہری سرگرمیوں میں موجود ہے۔

### بڑے اور مشترکہ پلیٹ فارمز کی اہمیت

اتحاد سول سوسائٹی کو یہ موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ اپنی آواز اور ذمہ داری کو ایک تنظیم تک محدود رکھنے کے بجائے کئی اداروں، ماہرین، صحافیوں اور پیشہ ور گروہوں میں تقسیم کرے۔ جب درجنوں تنظیمیں مل کر کسی مسئلے کو اٹھاتی ہیں تو وہ کسی ایک ادارے کی مہم نہیں رہتی بلکہ ایک اجتماعی سماجی مسئلہ بن جاتی ہے۔

اجتماعی ایڈووکیسی پالیسی پر اثر انداز ہونے کے انداز کو بدل دیتی ہے۔ ایک تنظیم کی طرف سے جاری کیا گیا بیان آسانی سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے یا اس پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے، لیکن جب یہی بات متعدد تنظیموں، پیشہ ور انجمنوں اور شہری گروہوں کی طرف سے مشترکہ طور پر سامنے آتی ہے تو اسے نظر انداز کرنا یا دبانا کہیں زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔

اسی لیے اتحاد سول سوسائٹی کو دوبارہ مؤثر بنانے میں مدد دیتے ہیں، کیونکہ وہ محدود حالات میں بھی قومی سطح پر مباحث کو متاثر کرنے کی صلاحیت کو بحال کرتے ہیں۔

### پاکستان کی تاریخ سے مثالیں

پاکستان کی تاریخ میں کئی مثالیں موجود ہیں جہاں اجتماعی شہری عمل نے مشکل سیاسی حالات میں بھی عوامی بحث کو زندہ رکھا:

- ویمن ایکشن فورم 1981 میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں قائم ہوا، جس نے وکلاء، اساتذہ، صحافیوں اور سماجی کارکنوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ اس اتحاد نے امتیازی قوانین کے خلاف آواز اٹھائی، احتجاج کیے، اور عدالتی سطح پر بھی چیلنج بھی کیے۔ اجتماعی طاقت نے ان افراد کو وہ قوت دی جو اکیلے ممکن نہیں تھی۔
- اسی طرح وکلا تحریک (2007–2009) ایک اہم مثال ہے، جہاں وکلاء، سول سوسائٹی اور سیاسی قوتوں کے اتحاد نے عدلیہ کی بحالی کے لیے کامیاب جدوجہد کی۔ اس تحریک نے یہ ثابت کیا کہ مختلف طبقات کے اتحاد سے قومی سطح پر بڑے سیاسی نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

### اتحاد پر مبنی شہری رد عمل، کیا کر سکتا ہے اور کس حد تک مؤثر ہے

پاکستان میں اتحاد یا کولیشن پر مبنی شہری عمل اہم کردار ادا کر سکتا ہے، خاص طور پر جب سیاسی، قانونی اور مالی دباؤ کے باعث سول سوسائٹی کی انفرادی تنظیمیں حساس مسائل پر کام کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتی ہیں۔ تاہم، یہ سیاسی مقابلے یا جمہوری اداروں کا متبادل نہیں ہے، بلکہ محدود حالات میں شہری آواز کو برقرار رکھنے اور عوامی نگرانی یقینی بنانے کا ایک عملی طریقہ ہے۔

#### اتحاد کے ذریعے حاصل ہونے والی اہم افادیت

##### دباؤ کے ماحول میں پرامن شہری مکالمے کو برقرار رکھنا:

جب سیاسی تقسیم یا قانونی دباؤ کھلے مباحثے کو روک رہا ہو، تو اتحاد ایک مشترکہ پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے جہاں عوامی مسائل کو پرامن انداز میں اٹھایا جا سکتا ہے، اس خطرے کے بغیر کہ انفرادی کارکن یا تنظیم فوراً ریاست کے دباؤ کا شکار ہو جائے۔

### غیر شفاف پالیسی فیصلوں میں اجتماعی نگرانی:

بڑے فیصلے جیسے سرمایہ کاری کے فریم ورک، زرعی مارکیٹ، زمین کی تقسیم یا تجارتی پالیسی اکثر مرکزی ادارہ جاتی عمل سے گزرتے ہیں۔ اتحاد ان فیصلوں کا تجزیہ کر کے مشترکہ رپورٹس اور سفارشات جاری کر سکتا ہے اور عوامی بحث کو فروغ دے سکتا ہے۔

### انفرادی خطرے کو کم کرنا:

جب ایڈووکیسی اجتماعی طور پر کی جائے تو ذمہ داری صرف ایک ادارے پر نہیں رہتی، جسے آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، پنجاب میں کاونٹر کرائم ڈیپارٹمنٹ یعنی سی سی ڈی کے غیر قانونی اقدامات پر میڈیا رپورٹس یا کمیونٹی گواہیوں کے ذریعے معلومات سامنے آئیں تو انفرادی تنظیمون نے مستقل ایڈووکیسی سے گریز کیا۔ ایک اتحاد پر مبنی پلیٹ فارم ان مسائل کو اجتماعی سطح پر اٹھا کر شفافیت یا عدالتی نگرانی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

### شہری آواز کی سماجی قبولیت کو بحال کرنا:

ایک عام تنقید یہ ہے کہ پاکستان میں سول سوسائٹی محدود پیشہ ور حلقوں تک محدود ہے۔ جب ایڈووکیسی مختلف تنظیموں اور افراد کے اتحاد کے ذریعے کی جائے تو یہ زیادہ وسیع سماجی بنیاد کی نمائندگی کرتی ہے اور اسے محض شہروں کے پیشہ ور یا بیرونی اثرات کی پیداوار قرار دینا مشکل ہو جاتا ہے۔

## اتحاد کیا نہیں کر سکتا؟

اتحاد شہری آواز کو مضبوط بنا سکتا ہے لیکن یہ سیاسی اداروں، سیاسی جماعتوں یا بڑے عوامی مظاہروں کا متبادل نہیں۔ اس کا مقصد حکومت کے فیصلوں کی نگرانی اور عوامی دلائل کو یقینی بنانا ہے، نہ کہ سیاسی مقابلے میں حصہ لینا۔

## اتحاد کو زیادہ مؤثر بنانے کے طریقے

### متنوع شراکت دار شامل کریں:

مؤثر اتحاد صرف این جی او نیٹ ورک تک محدود نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اسے مختلف پیشہ ور اور سماجی حلقوں کے افراد شامل کرنے چاہئیں جیسے:

- وکلاء اور بار ایسوسی ایشنز
- صحافی اور میڈیا کلیکٹیوز
- تاجران، کسان اور پیشہ ور انجمنیں
- محققین، تعلیمی ماہرین اور ڈیجیٹل شہری کارکن
- کسی بھی مسئلہ کے حل کے لیے جمع ہونے والے سٹیک ہولڈرز

اتحاد ہمیشہ مستقل ادارہ نہیں ہونا چاہیے۔ مسئلہ پر مبنی اور وقتی بنیاد پر کام کرنے سے مخصوص پالیسی مسائل پر مختلف حلقے مؤثر انداز میں تعاون کر سکتے ہیں۔

### فوری اور تعمیری تجاویز پر توجہ:

اتحاد ایسے مسائل پر توجہ دے جہاں شہری نگرانی کی سب سے زیادہ ضرورت ہو، جیسے زراعتی پالیسی، تجارتی مسائل، سرمایہ کاری کے معاہدے یا ادارہ جاتی اصلاحات۔

### آن لائن اجلاس اور مشترکہ بیانات:

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اتحاد کی کارکردگی کو بڑھا سکتی ہے۔ آن لائن پلیٹ فارمز میٹنگز، دستاویزات کی شیئرنگ اور مشترکہ بیانات کے لیے مؤثر ہیں۔ ایک مشترکہ پریس ریلیز یا پالیسی بیان کئی تنظیموں کے ذریعے جاری ہونے پر زیادہ عوامی توجہ حاصل کر سکتا ہے۔

### اتحاد کو دفاعی شہری ڈھانچہ کے طور پر دیکھنا:

اتحاد کا بنیادی مقصد بڑے نئے ادارے یا ایڈووکیسی کی مہم چلانا نہیں، بلکہ محدود ادارہ جاتی جگہ میں بھی سول سوسائٹی کی موجودگی برقرار رکھنا ہے۔ اس طرح اتحاد شہری آواز کو محفوظ رکھتا ہے اور یقینی بناتا ہے کہ اہم حکومتی فیصلے عوامی نگرانی اور معلوماتی بحث کے دائرے میں رہیں۔

## اکاؤنٹیبلیٹی لیب پاکستان کے بارے میں

اکاؤنٹیبلیٹی لیب پاکستان تحقیق کے ساتھ عملی میدان میں کام کرنے والا ادارہ ہے جس کا مقصد حکمرانی کے نظام کو عام لوگوں کے لیے بہتر، مؤثر اور جواب دہ بنانا ہے۔ یہ ادارہ فعال شہریوں، ذمہ دار قیادت اور جوابدہ اداروں کے قیام پر زور دیتا ہے تاکہ ایسا نظام بنایا جاسکے جو واقعی عوام کی خدمت کرے۔ اے ایل پی اس بات پر زور دیتا ہے کہ اداروں میں احتساب اور جوابدہی کو نہ صرف قائم کیا جائے بلکہ اسے مسلسل برقرار بھی رکھا جائے تاکہ وسائل کا درست استعمال ہو، فیصلے سب کی رائے اور ٹھوس معلومات کی بنیاد پر کیے جائیں اور سرکاری ادارے عوام کی ضروریات کو سمجھ کر بروقت عمل کریں۔

اے ایل پی جوابدہی کے نظام کو ایک ایسی بنیادی قدر سمجھتا ہے جو حکمرانی کے ہر شعبے میں شامل ہونی چاہیے۔ اسی لیے یہ ادارہ سرکاری اصلاحات، شہریوں کی موثر شمولیت، انسانی حقوق، عوامی خدمات کی فراہمی اور اداروں کو مضبوط بنانے جیسے مختلف شعبوں میں کام کرتا ہے۔ قائدانہ صلاحیتوں کی تربیت، نئی سوچ اور اصلاحات کے ذریعے اے ایل پی ایک شفاف، بہتر اور مضبوط نظام حکمرانی کے فروغ میں کردار ادا کرتا ہے۔

اے ایل پی کی کوششوں کا مرکز شہریوں اور ریاست کے درمیان تعلق کو مضبوط بنانا ہے۔ اس مقصد کے لیے یہ اداروں کی کارکردگی بہتر بنانے، عوام کا اعتماد بڑھانے اور سب کو ساتھ لے کر چلنے والے نظام کو فروغ دینے کی حمایت کرتا ہے۔ تحقیق، عملی اقدامات اور باہمی تعاون کے ذریعے اے ایل پی اصلاحات کے عمل کو آگے بڑھاتا ہے اور پاکستان میں ایک زیادہ جوابدہ اور مؤثر نظام حکمرانی کے قیام میں مدد کی کوششیں کرتا ہے۔